ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" کا زیرِ نظر شمارہ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی (۱۹۰۳ء - ۱۹۷۹ء) کی حسبِ ذیل نو تحریروں پر مشتمل ہے۔

۱۔ ہندوستان میں عیسائیت کی ترقی
۲۔ مسیحی خطرہ
۳۔ عرب میں تبلیغِ مسیحیّت
۴۔ "برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی" کے ۱۲۴ سال
۵۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی کارکردگی (۱۹۳۲ء - ۱۹۳۴ء)
۶۔ پاکستان میں مسیحیّت کی ترقی کے اصل وجوہ
۷۔ کیا مسیحی مشنریوں کے لیے مسلم ممالک کے دروازے کھلے رہنے چاہییں؟
۸۔ اسلامی حکومت میں متعصّب مستشرقین کے افکار کی اشاعت
۹۔ پاپائے روم کا پیغام اور اُس کا جواب

اِن تحریروں میں قدیم ترین مئی ۱۹۲۵ء کی ہے اور "پاپائے روم کا پیغام اور اُس کا جواب" جنوری - فروری ۱۹۶۸ء میں لکھا گیا تھا۔ اِس طرح وقتاً فوقتاً لکھی گئی یہ تحریریں ۴۲ برس سے زائد کے عرصے پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اِس عرصے میں برصغیر میں ہندو - مسلم تصادم کا مرحلہ گزرا اور مسلمانانِ برصغیر کی طویل آئینی و سیاسی جدوجہد پاکستان کی شکل میں آزاد اسلامی ریاست پر منتج ہوئی۔ عالمی سطح پر یکے بعد دیگرے مسلمان ممالک نے آزادی حاصل کی۔ مسلمان ممالک کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ۱۹۶۰ء کے عشرے میں عرب دُنیا کے تیل کے باعث دُنیا کی بڑی طاقتوں نے، گو بادلِ ناخواستہ، مسلم شناخت کو تسلیم کیا اور مسلمان ممالک کو اپنے اپنے حلقہ اثر میں لانے کے لیے کوشاں رہیں۔ آزاد ہونے والے مسلمان ممالک کو استعماری طاقتوں کے پیدا کردہ جو مسائل ورثے میں ملے تھے، ان کے تلخ برگ و بار سے تاحال اُنہیں چھٹکارا حاصل نہیں ہوا۔ مسلم رہنما کچوکوں پر کچوکے کھانے کے باوجود کوئی مؤثر لائحہ عمل اختیار کرنے میں بحیثیت مجموعی بوجوہ ناکام رہے۔

عالمی مذہبی سطح پر مغربی دُنیا میں اقوامانی تحریک کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ مختلف پروٹسٹنٹ چرچ اپنا اپنا تشخص اور انفرادی تنظیم برقرار رکھتے ہوئے "ورلڈ کونسل آف چرچز" کی شکل میں منظم ہوئے۔

کیتھولک چرچ نے نہ صرف پروٹسٹنٹ چرچوں کے ساتھ تبادلۂ خیال کرنے اور مشترک مقاصد کی خاطر اُن سے تعاون کرنے کی پیشکش کی، بلکہ ویٹی کن نے غیر مسیحی مذاہب کے ساتھ ڈائیلاگ کو سرگرمی سے ترقی دی۔ مسیحی منّاد اور مبلّغ اِس سارے عرصے میں، ماضی کا تسلسل قائم رکھتے ہوئے، پوری یکسوئی کے ساتھ مصروفِ عمل رہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اٹھارہویں صدی میں شروع ہونے والی تحریکِ استشراق کی قوّتِ کار میں مزید اضافہ ہوا۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی نے مختلف محرکات کے تحت مذکورہ بالاتحریریں قلمبند کیں۔ تحریرات ۱ تا ۳، جو مئی - جون ۱۹۲۵ء میں لکھی گئی تھیں، جمعیتہ علماءِ ہند کے ترجمان سہ روزہ "الجمعیتہ" (دہلی) میں بطور "ادارتی شذرات" شائع ہوئیں۔ چوتھی اور پانچویں تحریر ماہنامہ "ترجمان القرآن" (حیدر آباد - دکن) کے اداریے ہیں۔ "ترجمان القرآن" کے بانی اور (نومبر - دسمبر ۱۹۳۳ء تک) ناشر مولوی ابومحمد مصلح (م۱۹۶۸ء) جب "ترجمان القرآن" کی ادارت مولانا سیّد مودودی کو سپرد کر چکے تو قرآنی تعلیمات عام کرنے کے لیے اُنھوں نے جو نئے پروگرام بنائے، ان میں مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی تیاری اور ان کی اشاعت بھی شامل تھی۔ تراجمِ قرآن کی نشر واشاعت کے لیے قائم ہونے والے ایک مرکزی ادارے کا تصوّر تھا جس نے سیّد مودودی کو "برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی" کی ۱۲۹ سالہ کارکردگی کا خلاصہ پیش کرنے اور مسلمانوں کی تبلیغی مساعی سے اس کا تقابل کرنے پر مجبور کیا۔ یہ مرکزی ادارہ تو قائم نہ ہو سکا، مگر "برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی" کی رپورٹوں سے سیّد مودودی کی دلچسپی برقرار رہی۔ ایک سال بعد اُنھوں نے سوسائٹی کی دو سالہ کارکردگی پر پھر قلم اٹھایا اور مسلمانوں کو دعوتِ عمل دی۔

تحریرات ۶ تا ۸ قیامِ پاکستان کے بعد "ترجمان القرآن" کے قارئین کی جانب سے اٹھائے گئے سوالوں کے جواب ہیں۔ آخری تحریر پوپ پال ششم کے ایک خط کا جواب ہے۔

ان تمام تحریروں میں سیّد مودودی کی حیثیت ایک ایسے داعی کی ہے جو قرآن مجید کو بنی نوع انسان کے لیے آبِ حیات سمجھتا ہے اور اس آخری پیغام کی اشاعت کے لیے بے تاب ہے، تاہم اُسے اپنے ہم راہ ساتھیوں کے طریقِ کار سے اطمینان نہیں۔ ۱۹۲۵ء میں آریہ سماجی پنڈتوں کی اسلام مخالف کوششوں کے رد عمل میں متعدّد مسلمان انجمنیں کام کر رہی تھیں، مگر لگن اور طریقِ کار دونوں اعتبار سے یہ انجمنیں ایک سوالیہ نشان تھیں۔ اِس کے برعکس سیّد مودودی مسیحی منّادوں کی تنظیم اور قوّتِ کار کے معترف تھے۔ اُنھوں نے لکھا تھا۔

ہم مسلمانانِ ہند کو صاف طور پر متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ مسیحی مبلغین ان کی طرح بے

عمل اور منصوبہ باز نہیں ہیں کہ کہیں کامیابی کے مواقع دیکھ کر وقتی جوش میں ایک سکیم بنالیں اور دُنیا کے سامنے لمبے چوڑے ارادے پیش کر کے بیٹھ رہیں۔ ان کی جماعتیں تو از سر تا پا عمل ہیں اور کوئی بات اس وقت تک منہ سے نکالتی ہی نہیں جب تک اس پر عمل کا پورا تہیّہ نہیں کر لیتیں۔

نو سال بعد بھی مسلمانانِ برصغیر کی دعوتی و اشاعتی سرگرمیاں پہلے سے زیادہ مختلف نہ تھیں، اور مسیحیّت بتدریج رو بہ ترقی تھی۔ سیّد مودودی نے اپنے قارئین کو یوں مخاطب کیا۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسیحیّت اپنی کمزوریوں کے باوجود دُنیا کے ہر حصّہ میں پھیلتی چلی جارہی ہے اور آبادیاں کی آبادیاں کلیسیا کے دائرے میں داخل ہو رہی ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو ظاہر میں سب کو نظر آتی ہے، یعنی عیسائی قوموں کی دولت، اُن کے تمدّنی اثرات اور اُن کی سیاسی طاقت، لیکن اس ظاہر کی تہہ میں جو ایثار، جو قربانیاں، جو فداکاریاں، جو حیرت انگیز محنتیں اور کوششیں کام کر رہی ہیں، ان کا حال کم لوگوں کو معلوم ہے، حالانکہ درحقیقت مسیحیّت کے پھیلنے میں عیسائی قوموں کی مادی طاقتوں کا اتنا حصّہ نہیں ہے، جتنا عیسائی مشنریوں کی ان محنتوں اور پرخلوص جدوجہد کا حصّہ ہے۔ اگر ان میں خدمتِ دین کا یہ زبردست جذبہ نہ ہوتا تو محض دولت اور تمدّن اور سیاسی قوّت کے بل پر مسیحیّت کو کبھی یہ فروغ نصیب نہ ہوتا۔

یہ دُنیا دارالعمل ہے۔ یہاں کا قانون یہی ہے کہ جو اپنے مقصد کے لیے جان و مال اور آرام و آسائش کو قربان کرے گا، وہی کامیاب ہوگا۔

قیامِ پاکستان کے بعد کی تحریروں میں سیّد مودودی نے جہاں مسیحیّت کے لیے مسیحی پادریوں کی "مثبت" سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے، وہیں مسلمان حکمرانوں کے طرزِ عمل پر تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ ۱۹۳۲ء میں لکھتے ہوئے سیّد مودودی نے مسیحیّت کی ترویج میں شامل عنصر — "عیسائی قوموں کی دولت، اُن کے تمدّنی اثرات اور اُن کی سیاسی طاقت" — کی طرف محض اشارہ کیا تھا، بعد کی تحریروں میں اِس عنصر کے مختلف مظاہر پر نسبتاً تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔